کیا شوال کے 6 روزے رکھنا مکروہ ہے؟ ایک اعتراض کا جواب

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:HAB-0334 تاریخ:17-04-2024

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ احناف کے نزدیک شوال کے چھ روزے رکھنا مکروہ ہے، اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

احناف کے نزدیک عید الفطر کے بعد شوال کے مہینے میں چھ روزے رکھنا نہ صرف جائز، بلکہ مستحب ہے، یہی احناف کی معتمد کتب میں مذکور ہے اور امام محمد بن حسن الشیبانی اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ تعالی علیہما سے مروی ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی طرف مطلقاً ممانعت کی نسبت درست نہیں، اول تو کسی سند صحیح سے آپ سے ممانعت ثابت نہیں، ثانیا جہاں آپ کی طرف ممانعت کی نسبت کی بھی گئی ہے، تو اس کی صورت یہ ہے کہ رمضان کے فوری بعد عید کے دن بھی روزہ رکھے، اگر عید کے دن کا روزہ چھوڑ کر روزے رکھتا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں، بالخصوص متفرق ایام میں رکھنا کہ اس سے نصاری سے مشابہت بھی لازم نہیں آتی اور ممانعت کی ایک وجہ یہی بیان کی گئی ہے کہ چونکہ شریعت مطہرہ یہود و نصاری سے مشابہت کی ممانعت فرماتی ہے اور نصاری نے اسی طرح کیا کہ ان پر جو روزے مقرر کیے گئے اس پر اپنی مرضی سے زیادتی کرتے ہوئے مزید روزے اپنے اوپر فرض کر لیے۔ لیکن جب ایسی کوئی بات نہ ہو، تو شوال کے روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

عید والے دن کو ملا کر شوال کے روزے رکھنا مکروہ ہے، جیسا کہ امام علاؤالدین ابو بکر بن مسعود کاسانی رحمہ اللہ تعالی (متوفی 587ھ) فرماتے ہیں:" والإتباع المكروه، هو: أن يصوم يوم الفطر، ويصوم بعده خمسة أيام. فأما إذا أفطر يوم العيد ثم صام بعده ستة أيام: فليس بمكروه بل هو مستحب وسنة" ترجمہ: اور شوال کے روزے پے در پے رکھنا مکروہ ہے، یعنی عید الفطر کے دن اور اس کے بعد پانچ دن کے روزے رکھنا، لہذا اگر کوئی عید والے دن کو چھوڑ کر اس کے بعد چھ روزے رکھتا ہے، تو اس میں کوئی کراہت نہیں، بلکہ مستحب اور سنت ہے۔

(بدائع الصنائع، جلد2، صفحہ78، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق میں ہے:" صوم ست من شوال عن أبي حنيفة وأبي يوسف كراهته وعامة المشائخ لم يروا به بأسا۔۔۔ وجه الجواز أنه وقع الفصل بيوم الفطر فلم يلزم التشبه بأهل الكتاب، ووجه الكراهة أنه قد يفضي إلى اعتقاد لزومها من العوام لكثرة المداومة ولذا سمعنا من يقول يوم الفطر نحن إلى الآن لم يأت عيدنا أو نحوه فأما عند الأمن من ذلك فلا بأس لورود الحديث به" ترجمہ: شیخین کے نزدیک شوال کے چھ روزے رکھنا مکروہ ہے، جبکہ عام مشائخ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے ۔۔۔ جواز کی وجہ یہ ہے کہ عید الفطر کے دن سے فصل واقع ہو گیا ہے، لہذا اہل کتاب کے ساتھ مشابہت لازم نہیں آتی، مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشگی کرنے کے سبب عوام اس کے لازم ہونے کا یقین کر لے گی، اسی وجہ سے ہم یہ سنتے ہیں کہ لوگ عید الفطر کے دن کہتے ہیں کہ ہمارے لیے ابھی تک عید نہیں آئی یا اس کی مثل، لہذا جب اس سے امن ہو تو روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس کے متعلق حدیث پاک آئی ہے۔

(حاشیۃ الشلبی مع تبیین الحقائق، جلد2، کتاب الصوم، صفحہ188، مطبوعہ قاہرہ)

صاحب ہدایہ اپنی تصنیف التجنیس والمزید میں فرماتے ہیں:" صوم الستة بعد الفطر متتابعة منهم من كرهه والمختار أنه لا بأس به لأن الكراهة إنما كانت لأنه لا يؤمن من أن يعد ذلك من رمضان فيكون تشبها بالنصارى والآن زال ذلك المعنى " ترجمہ: عید الفطر کے بعد پے در پے چھ روزے رکھنا

بعض نے اس کو مکروہ کہا ہے اور مختار یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ کراہت اس وجہ سے ہے کہ خوف ہو کہ روزہ رکھنے والا اس کو رمضان کا فرض روزہ نہ شمار کرلے، تو نصاری کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی اور اب (عید کے بعد رکھنے پر) یہ مشابہت ختم ہو گئی ہے۔

(التجنیس والمزید، جلد2، مسئلہ 1227، صفحہ 412، مطبوعہ بیروت)

در مختار میں ہے: ”(وندب تفریق صوم الست من شوال) ولا یکرہ التتابع علی المختار خلافا للثاني حاوي. والإتباع المكروه أن يصوم الفطر وخمسة بعده فلو أفطر الفطر لم يكره بل يستحب ويسن ابن كمال“ ترجمہ: اور شوال کے چھ روزے الگ الگ رکھنا مستحب ہے اور مفتٰی بہ قول کے مطابق پے درپے رکھنا بھی مکروہ نہیں ہے، برخلاف امام ابو یوسف کے: حاوی: اور پے درپے مکروہ ہے اس طرح کہ عید الفطر اور اس کے بعد پانچ روزے رکھے، لہذا اگر عید الفطر کو روزہ نہ رکھا، تو کوئی کراہت نہیں، بلکہ مستحب ہے اور ابن کمال نے سنت کہا ہے۔

(الاتباع) کے تحت حاشیۃ الطحطاوی میں فرمایا: ”ای تحریما للتشبیہ باھل الکتاب فی الزیادۃ علی صومھم وللاعراض فی الیوم الاول عن اجابۃ دعوۃ اللہ تعالی“ ترجمہ: مکروہ یعنی مکروہ تحریمی ہے، اہل کتاب کے ساتھ ان کے اپنے روزے پر زیادتی کرنے میں مشابہت کے سبب، اور پہلے دن (عید الفطر) کو اللہ تعالی کی دعوت کو قبول کرنے سے منہ موڑنے کی وجہ سے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار، جلد3، صفحہ 438، مطبوعہ بیروت)

محیط برہانی میں ہے: ”قال الحاكم الشهيد في «المنتقى»: وجدت عن الحسن أنه كان لا يرى لصوم ستة أيام متتابعاً بعد الفطر بأساً، وكان يقول: كفى بيوم الفطر مفرقاً بينهن وبين شهر رمضان“ ترجمہ: حاکم شہید رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ”منتقٰی“ میں فرمایا کہ مجھے حسن بن زیاد سے یہ روایت ملی ہے کہ عید الفطر کے بعد چھ روزے پے درپے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ فرماتے تھے عید الفطر کا دن ہی ان روزوں اور رمضان کے روزوں میں فرق کرنے کے لیے کافی ہے۔

(المحیط البرھانی، جلد3 صفحہ 362، مطوعہ بیروت)

رد المحتار میں اس تمام تفصیل کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ (متوفی 1252ھ) فرماتے ہیں:" قال صاحب الهداية في كتابه التجنيس: إن صوم الستة بعد الفطر متتابعة منهم من كرهه والمختار أنه لا بأس به لأن الكراهة إنما كانت لأنه لا يؤمن من أن يعد ذلك من رمضان فيكون تشبها بالنصارى والآن زال ذلك المعنى ، ومثله في كتاب النوازل لأبي الليث والواقعات للحسام الشهيد والمحيط البرهاني والذخيرة؛ وفي الغاية عن الحسن بن زياد أنه كان لا يرى بصومها بأسا ويقول كفى بيوم الفطر مفرقا بينهن وبين رمضان ،وفيها أيضا عامة المتأخرين لم يروا به بأسا" ترجمہ: صاحب ہدایہ نے کتاب التجنیس میں فرمایا، بے شک عید الفطر کے بعد پے در پے چھ روزے رکھنا، بعض نے اس کو مکروہ کہا ہے اور مختار یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ کراہت اس وجہ سے تھی کہ خوف تھا کہ روزہ رکھنے والا اس کو رمضان کا فرض روزہ نہ شمار کرلے، تو نصاری کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی اور اب (عید کے بعد رکھنے پر) یہ مشابہت ختم ہو گئی ہے۔ اور اسی کی مثل امام ابو لیث کی کتاب النوازل، حسام شہید کی واقعات، محیط برہانی، اور فتاوی ذخیرہ میں ہے، غایہ شرح ہدایہ میں حسن بن زیاد سے روایت ہے کہ آپ یہ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اور فرماتے تھے عید الفطر کا دن ہی ان روزوں اور رمضان کے روزوں میں فرق کرنے کے لیے کافی ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ عام متأخرین اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے ہیں۔

(ردالمحتار، جلد3، صفحہ484، مطبوعہ دارالمعرفہ، بیروت)

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے رسالے کے حوالے سے لکھتے ہیں:" وقد رد فيها على ما في منظومة التباني وشرحها من عزوه الكراهة مطلقاً إلى أبي حنيفة وأنه الأصح بأنه على غير رواية الأصول" ترجمہ: اور علامہ قاسم نے منظومہ تبانی اور اس کی شرح میں جو امام ابو حنیفہ کی طرف مطلقا کراہت کی نسبت کی گئی اور اس کو اصح کہا گیا اس کا یہ کہہ کر رد فرمایا کہ یہ روایت غیر اصول کی ہے۔ **(ردالمحتار، جلد3، صفحہ486، طبع بیروت)**

اس موضوع پر محدث احناف فقیہ امام قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ تعالی علیہ (المتوفی 879ھ) نے

مستقلاً ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ جس کا نام ”تحریر الأقوال فی صوم الست من شوال“ ہے۔ اس میں اس بات کو کتب احناف سے دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ احناف کا صحیح مذہب یہی ہے کہ شوال کے روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ یہ مستحب و سنت ہے۔ مزید تفصیل اس رسالے میں دیکھی جاسکتی ہے۔

الجواب صحیح
مفتی محمد قاسم عطاری

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو حمزہ محمد حسان عطاری

08شوال المکرم1445ھ/17اپریل2024ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے